روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۷/۴۲ | منگل -۲۹- ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ -۲- احسان ۱۳۷۱ ہش -۲- جون ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۲۷

امید کا روشن چراغ

"امید کا روشن چراغ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے۔ کوئی ایک چیز اس میں سے ایسی نہیں جو خوبیوں سے عاری ہو اور ہر جنس کے ہر فرد میں خواہ وہ اپنے کردار کی گراوٹ میں کہیں تک پہنچ چکا ہو پھر بھی کچھ خوبیاں رہتی ہیں۔"

(خطبہ حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۲۹- نومبر ۱۹۹۱ء)

قرارداد تعزیت

شکاگو - امریکہ

ہم سب احباب جماعت گذشتہ چند ماہ سے اور خصوصاً رمضان کے مہینے میں حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔

"ہماری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔
اور دل غمگین ہیں لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔"

ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

حضرت سیدہ وہ مبارک وجود تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خود، مستقبل میں (امامت جماعت) بننے والے بابرکت وجود کے لئے منتخب کیا۔ حضرت سیدہ بے حد متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ وہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ ان فرائض کی بجاآوری میں صرف کرتی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے لئے مقرر کئے ہیں۔ حضرت سیدہ کا وجود تمام احمدی خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ ایک مثالی احمدی خاتون، لجنہ کی ایک غیر معمولی رکن، اور باوفا بیوی اور ماں تھیں۔

جماعت احمدیہ شکاگو کے اراکین انفرادی اور اجتماعی طور پہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے درجات بلند کرے اور جنت میں جگہ عطا کرے۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

جماعت احمدیہ بہاولنگر شہر

جماعت احمدیہ بہاولنگر شہر کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی دیار غیر میں اندوہناک وفات پہ دلی صدمہ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

یہ اجلاس رب العزت کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت میں اپنے قرب کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی عزیز اور واجب الاحترام صاحبزادیوں کو اور دیگر اعزّا و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان سب کا حافظ و ناصر اور معین و متکفل ہو۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دلی تسکین اور ذہنی سکینت کے سامان پیدا فرمائے اور حضور کو ہر قسم کے ہمّ و حزن و تفکّرات سے نجات عطا فرمائے۔ اور ہر آن ان کا حامی و ناصر ہو۔

جماعت ہائے احمدیہ ضلع قصور

حضرت بیگم صاحبہ کی وفات سے پوری جماعت میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ مگر ہم اپنے مولا کی رضا پر راضی ہیں۔ جیسا کہ حضور نے خود فرمایا کہ "ہم اپنے مولا کی رضا پر راضی ہیں اور بچیاں بھی راضی ہیں۔

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ اور ہمارے پیارے امام کو اور ہمارے روحانی باپ کو اس عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے اور بچوں کو بھی صبر جمیل عطا کرے۔ اور ان بچوں اور بچیوں کو بھی صبر جمیل عطا کرے جو اپنی پیاری "نانی" کے پیار سے محروم ہو گئے۔ نیز تمام دیگر عزیز و اقارب کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا کرے۔

جماعت احمدیہ چکوال

ہم نہایت ادب اور عجز و انکساری سے اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حضرت بیگم صاحبہ کی افسوسناک وفات کے موقعہ پر اپنے دلی جذبات سے تعزیت پیش کرتے ہیں۔

"ہم سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔
اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔ ہم خاندان حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں دلی تعزیت عرض کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ صاحبہ کی صاحبزادیوں اور خاندان حضرت اقدس کے دیگر افراد کو اس عظیم صدمہ کو صبر سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔

جماعت احمدیہ شاہ تاج شوگر ملز۔ منڈی بہاؤالدین

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے جس طرح ہمارے پیارے آقا کا خیال رکھا اور جماعتی امور میں قدم قدم پر ہمارے آقا کی معاون رہیں وہ واقعی قابل ستائش اور قابل تعریف ہے۔ اور خاص طور پر امامت کے دس سالہ دور میں جس طرح بیگم صاحبہ نے حضور کی رفاقت کی وہ ناقابل فراموش ہے۔

اسی طرح ہم حضور پُرنور کی بیٹیوں اور خاندان حضرت بانی سلسلہ سے بھی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہر آن ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

جماعت ہائے احمدیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

ہم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سانحہ ارتحال پر دکھ و غم کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے پیارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپ کی صاحبزادیوں اور جملہ افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم مندرجہ ذیل مبارک الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے راضی برضائے الٰہی ہیں۔

(ہماری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہیں مگر ہم صرف وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے)

جماعت احمدیہ بورے والا ضلع وہاڑی

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ نیک طینت، سادہ مزاج، خاموش طبع، کم آمیز، نرم خو اور مخلص رفیق حیات تھیں۔ آپ نے مہماتِ دینیہ میں سعیٔ پیہم کو ہمیشہ فضلِ الٰہی جانا، غریب پروری، مہمان نوازی اور دوسروں کے دکھ درد میں شرکت آپ کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔ آپ غیر ملکی دَوروں میں حضرتِ اقدس کے ہم قدم رہیں۔ اس طرح دنیا بھر کی احمدی خواتین سے خطاب کیا۔ اور اپنے گراں قدر خیالات سے ان کی رہنمائی فرمائی۔ اپنی متحرک اور فعّال سپرٹ کی بدولت حضرت سیدہ لجنہ اماء اللہ کی ہر تقریب کی روح رواں تھیں۔

اپریل ۱۹۸۴ء میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ترکِ وطن پر مجبور ہوئے تو اس صبر آزما مرحلے میں بھی آپ حضور کے شریکِ سفر تھیں۔ ذاتی اور جماعتی زندگی کے اس نازک وقت میں کمال صبر و رضا کا نمونہ دکھایا اور نہایت عزم و استقامت سے حقِ رفاقت ادا کیا۔ قادیان دارالامان میں منعقد ہونے والے صد سالہ تاریخ ساز اجتماع "جلسہ سالانہ" میں بھی شرکت کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس طرح سفر و حضر میں اس پیکرِ صدق و وفا نے ۳۵ برس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں گذارے۔

ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم

باقی صفحہ پر

Digtized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۔ احسان ۱۳۷۱ ہش ـ ۲۔ جون ۱۹۹۲ء

لڑائی جھگڑے کا قلع قمع

لڑائی جھگڑے کا مرکز کم از کم دو افراد ہوتے ہیں۔ اکیلا آدمی تو لڑ نہیں سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ اونچی آواز میں بول لے۔ یعنی چیخ پکار کر لے۔ لیکن اگر اسے لڑنا ہی ہے تو ایک اور آدمی کی ضرورت ہوگی۔ اور بات اس نقطے سے مرکز سے بڑھ جائے تو اتنی بھی بڑھ سکتی ہے کہ ملک آپس میں لڑنے لگیں۔ لیکن بہر حال بنیاد دو آدمیوں ہی سے پڑتی ہے لیکن اگر ان دو آدمیوں میں سے ایک کہہ دے کہ میں لڑنا نہیں چاہتا۔ میں تو لڑائی کے میدان سے باہر جا رہا ہوں۔ تو دوسرا آدمی خود ہی خاموش ہو جائے گا۔ اور لڑائی ختم ہو جائے گی۔

یہ ساری بات ہمارے لئے ایک اصول مہیا کرتی ہے۔ اور وہ اصول ہے کہ لڑائی کے آغاز کو روکنے کے لئے یا لڑائی کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک فریق اس بات کا تہیہ کرے کہ وہ نہیں لڑے گا۔ وہ باآواز بلند یہ کہہ دے کہ میرا لڑائی سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اپنا ہاتھ کھینچ لے۔ اگر لوگ ایسا کر سکیں تو یقیناً دنیا میں کہیں بھی لڑائی نہیں ہوگی۔ افراد میں نہ اقوام میں۔ اور سب لوگ امن و امان سے زندگی بسر کر سکیں گے۔

ٹھیک ہے۔ یہ بات ہے تو مشکل۔ دوسرے کو لڑنے پر آمادہ دیکھ کر جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کہنا مشکل ہے کہ اچھا میں لڑائی سے درگذر کرتا ہوں۔ لیکن جب تک ایسے مشکل کام نہ کئے زندگی راحت سے محروم رہتی ہے۔ امن کا دامن ہاتھ میں نہیں آتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو۔"

یہ سب باتیں کلید ہیں اس بات کی کہ دنیا میں امن قائم کیا جائے۔ اور اگرچہ امن کا ہونا بھی انسانی ضرورت ہے اور وہ امن ہی میں ترقی کر سکتا ہے۔ لیکن جس طرح حضرت اقدس نے فرمایا ہے اس سے خدا بھی خوش ہوتا ہے۔ ہمیں اور کیا چاہیئے۔ امن بھی مل جائے اور خدا بھی خوش ہو جائے۔

گلشن ہے ہمارا اپنا وطن
اس باغ کے ہم ہی مالی ہیں
پروان چڑھائیں گے وہ بھی
جو خطّے پھل سے خالی ہیں

ابوالاقبال

لے کے پیغام محبّت کا صبا آپہنچی
اہلِ یورپ کے گھروں میں یہ ندا جا پہنچی

مُردہ ارواح سماعت سے ہیں اب تک محروم
ان کے کانوں میں بھی طاہر کی صدا جا پہنچی

سینکڑوں سال سے جو ملک تھے بیمار و سقیم
کھول کر کان وہ سُن لیں کہ دوا آ پہنچی

شب گزیدہ جو بھلا بیٹھے تھے اندازِ سحر
ان کے تاریک دریچوں میں ضیاء جا پہنچی

یہ بھی اعجازِ مسیحائی کی ہے ایک جھلک
دورِ قحطِ غمِ الفت میں غذا آ پہنچی

شرک کی دُھوپ میں جھلسے ہوئے مایوس نہ ہوں
زندگی بخش فضاؤں کی ہوا آ پہنچی

ہاتھ میں ہاتھ ہو وہ وقت بھی آ پہنچے گا
یہ بھی کیا کم ہے کہ خوشبوئے حنا آ پہنچی

رحمت اللہ شاکر

پنشنر خدمتِ دین کیلئے اپنے آپ کو پیش کریں

حضرت فضلِ عمر فرماتے ہیں:-

"میں تحریک کرتا ہوں کہ بیسیوں آدمی جو پنشن لیتے ہیں اور گھروں میں بیٹھے ہیں خدا نے ان کو موقعہ دیا ہے کہ چھوٹی سرکار سے پنشن لیں اور بڑی سرکار کا کام کریں یعنی دین کی خدمت کریں۔ بیسیوں ایسے لوگ ہیں جو پنشن لیتے ہیں اور جنہیں اپنے گھروں میں کوئی کام نہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں تا ان سکیموں کے سلسلہ میں ان سے کام لیا جائے یا جو مناسب ہوں انہیں نگرانی کا کام سپرد کیا جائے ...... وہ زیادہ عمر والے جو ابھی جواں ہمت ہوں چلنے پھرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور دس بارہ گھنٹے متواتر اگر انہیں کام کرنا پڑے تو کر سکتے ہوں۔ ایسے لوگ خصوصیت سے اپنے آپ کو پیش کریں۔"

(خطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۶ء الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۶۶)

Digtized by Khilafat Library Rabwah

غلام باری سیف

فراست عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لاریب عمرؓ اس حدیث کے مصداق تھے "مومن کی فراست سے آگاہ رہو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے"۔

عمر فاروق بندوں پر خدا کی حجت تھے۔ آپ نابغہ روزگار تھے۔ صاحب اقتدار لوگوں کے لئے آپ کی زندگی مشعل راہ تھی۔ آپ نے ہمیشہ دین اور اُخروی زندگی کو دنیا پر مقدم رکھا راتوں کو جاگ کر رعایا کی خبر گیری کی۔ میزانِ عدل کا پلڑا کبھی جھکنے نہ دیا۔ اپنا محاسبہ کیا کہ اکثر آپکی زبان سے یہ فقرہ سنا گیا۔ عمر کل خدا کو کیا جواب دوگے۔

فراست اور بصیرت کے ایسے روشن باب رقم کئے کہ رہتی دنیا تک ان کی مثالیں دی جاتی رہینگی اور یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی سعی فرماتے تھے۔ آپ کے اقوال و افعال مشکوٰۃ نبوت سے فیض یافتہ تھے۔ آج آپ کے چند مزید اقوال پیش خدمت ہیں۔

ایک بار آپ نے فرمایا میں اہل کوفہ سے تنگ آگیا ہوں۔ اگر نرم عامل مقرر کروں تو اس کو کمزور جانتے ہوئے تنگ کرتے ہیں۔ اور اگر سخت طبیعت بھجواؤں تو شکایت کرتے ہیں۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ کوئی "قوی اور امین" حاکم مقرر کروں۔ اس پر ایک شخص نے کہا میں آپ کو ان صفات کا حامل بتاتا ہوں۔ اس نے عبداللہ بن عمر کا نام تجویز کیا۔ آپ نے سنا تو فرمایا بخدا تم نے اس مشورہ میں خدا کی رضاء کو پیش نظر نہیں رکھا۔ بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں عبداللہ بن عمر کو نہ کوفہ کا گورنر مقرر کروں گا نہ کسی اور مقام کا۔ اور اسے فرمایا میری مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔

آپ جب کسی کو عامل مقرر فرماتے تو اسے لکھ کر نصیحت فرماتے۔ اس پر بعض ثقہ افراد کو گواہ ٹھہراتے۔ یہ نصیحت عموماً مشتمل ہوتی سادہ زندگی اور اس امر پر کہ تم اپنے دروازے حاجت مندوں پر بند نہ کرنا۔ عامل کو یہ تاکید فرماتے اور اللہ کے حضور یوں عرض کرتے۔ پروردگار اس پر گواہ رہنا۔ اگر کسی عامل کے بارہ میں شکایت موصول ہوتی تو اسکی تحقیق ضرور فرماتے۔

اگر کسی کو عیش و عشرت اور تنعم کی زندگی گذارتے دیکھتے تو فرماتے تمہیں ڈر نہیں آتا کہ قیامت سے روز خدا فرمائے گا اور آپ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے "تم نے اپنی لذتیں دنیا میں ہی حاصل کرلیں" آپ فرمایا کرتے میں اپنی اخروی زندگی کو کسی صورت بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔

عرب کے مشہور ہجو گو شاعر حطیئہ نے جس نے ایک بار اپنی بھی ہجو لکھ ڈالی، حضرت عمرؓ کے عامل زبرقان بن بدر کی ہجو کی۔ زبرقان نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی۔ آپ نے اسے قید میں ڈالدیا قید ختم ہوئی تو آپ نے اسے نصیحت کرتے ہوتے فرمایا۔ یہ ہجو گوئی ترک کردو۔ حطیئہ نے کہا۔ میرا تو گذارہ اسی پر ہے۔ ہجو نہ کروں تو زبان پر چیونٹیاں چلتی رہتی ہیں۔ میں اس سے رہ نہیں سکتا فرمایا تم اپنے اشعار میں مدح بیان کیا کرو۔ اور دیکھو اس میں بھی کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔ اس پر حطیئہ نے کہا امیرالمومنین ! آپ مجھ سے زیادہ شعر کو سمجھتے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں ایک روز حضرت عمر نے بڑی لمبی آہ بھری۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین خیر تو ہے۔ فرمایا۔ ابن عباس! میں نے بہت غور و فکر کیا۔ میں اپنے بعد کس کے سپرد یہ ذمہ داری کروں۔ میں نے مختلف نام لئے آپ ان پر محاکمہ کرتے رہے پھر خود فرمایا۔ اس کے لئے ایسا آدمی چاہیے۔ جو پختہ رائے اور عقل کا ہو۔ بیدار مغز ہو۔ غفلت اس میں نہ ہو خدائی احکام کے اجراء اور تنفیذ میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہ کرے۔ قوی اور شدید ہو لیکن اس میں تشدد نہ ہو۔ نرم ہو کمزور نہ ہو۔ سخی ہو مسرف نہ ہو۔ خرچ کرتے وقت محتاط ہو لیکن بخیل نہ ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں بخدا عمرؓ ان صفات کے حامل تھے۔ پھر تھوڑی دیر عمرؓ خاموش رہے۔ اور سکوت اس طرح توڑا۔ اللہ ان کا ولی ہوگا۔ کارساز ہوگا۔ وہ انہیں کتاب اللہ اور اپنے نبیؐ کی سنت پر گامزن رکھے۔

جس سال آپ کا وصال ہوا اس سے پہلے آپ فرماتے تھے میں اگلے سال شام، جزیرہ، کوفہ اور بصرہ کا دورہ کروں گا۔ وہاں ٹھہر ٹھہر کر حالات کا مطالعہ کرونگا۔ تاکہ ذاتی طور پر وہاں کے مسائل سے کماحقہ آگاہ ہوسکوں۔

اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک شب ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں گھوم پھر کر حالات معلوم کررہے تھے کہ ہم نے سنا ایک عورت اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی اُٹھ دودھ میں پانی ڈال دے۔ بیٹی نے ماں سے کہا ماں کیا آپ کو اس بارہ میں عمرؓ کی ہدایت کا علم نہیں۔ ابھی کل ہی تو آپ نے اس بارہ میں ہدایت دی ہے کہ کوئی دودھ میں پانی کی آمیزش نہ کرے۔ ماں نے کہا بیٹی! یہاں امیرالمومنین یا ان کا کوئی کارندہ دیکھ تھوڑا رہا ہے۔ بیٹی نے جواب دیا۔ امی! میں تو ایسا نہیں کرسکتی کہ موجودگی میں اطاعت کروں لیکن تنہائی میں نافرمانی۔ عمر نے جب یہ گفتگو سنی تو فرمایا اسلم! اس گھر کی شناخت کرلو۔ اور ہم آگے چل دئے۔ صبح ہوئی تو مجھے ساتھ لے کر عمرؓ اس گھر پر پہنچے۔ گھر والوں سے دریافت کیا تو وہ عورت بیوہ تھی۔ اس خاندان کا کفیل ایک لڑکا ہی تھا۔ آپ نے اس نوجوان سے اس لڑکی کا رشتہ مانگا۔ اپنے بیٹے عاصم سے اس کا رشتہ طے کیا۔ اللہ نے اس بچی کے بطن سے جو لڑکی عطا کی اسکی کنیت اُمّ عاصم رکھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے مجدد اس بچی کے بطن سے پیدا ہوئے جنہوں نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کردی۔

عبداللہ بن بریدہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بسااوقات راہ چلتے معصوم بچے کا ہاتھ تھام لیتے اور فرماتے بیٹا تم معصوم ہو میرے لئے دعا کرو۔ بعض اوقات آپ عورتوں سے بھی امور مملکت میں مشورہ طلب فرماتے۔

ایک روز فرمایا میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ سننے والے نے عرض کی امیرالمومنین بادشاہ اور خلیفہ میں بڑا فرق ہے۔ اور آپ خدا کے فضل سے خیر و بھلائی کے مقام پر فائز ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کیسے؟ عبداللہ بن بریدہ نے کہا خلیفہ حق سے لیتا ہے اور حق جگہ اُسے خرچ کرتا ہے اور آپ ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن بادشاہ ظلم کرتا ہے۔ اس کا مال لیتا ہے اُسے دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سنکر کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا میری یہی خواہش ہے۔ خدا کرے میں ایسا ہی ہوں۔

آپ فرمایا کرتے گھوڑوں کو سدھاؤ۔ انہیں دبلا رکھو موٹا نہ ہونے دو۔ کھلی دھوپ میں بیٹھا کرو۔ اُس دسترخوان پر نہ بیٹھو جس پر شراب پی جائے اور صلیب کا نشان بلند کیا جائے۔ عجم کی عادات اور اخلاق اختیار نہ کرو۔ عورتوں کو حمام میں جانے سے منع فرماتے۔ مردوں کو عورتوں کے لباس اور عورتوں کو مردوں کے لباس سے آپ منع فرماتے۔ مردوں کو داڑھی اور مونچھیں منڈوانے سے بھی منع فرماتے۔

ایک بار آپ بیت المال کے اونٹوں کی دیکھ بھال فرمارہے تھے۔ کہ ایک آدمی کی صدا سنائی دی جو کھانا مانگ رہا تھا۔ آپ نے اُسے کھانا دینے کا ارشاد فرمایا پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس کی یہی آواز آئی۔ آپ نے فرمایا میں نے اسے کھانا دینے کے لئے کہا تھا۔ عرض کی ہم نے اسے کھانا دے دیا تھا۔ آپ نے اسے بلایا تو اس کا تھیلا روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو سائل نہیں تاجر ہے۔ اور اس کے تھیلے کو اونٹوں کے سامنے انڈیل دیا۔

ایک روز ایک نوجوان کو دیکھا حالت خشوع طاری کئے۔ سر لٹکائے بیٹھا ہے۔ فرمایا سر اوپر کرو۔ خشوع کا تعلق دل سے ہے۔ جو مخلوق کے سامنے خشوع کا ایسا اظہار کرتا ہے کہ دل میں وہ خضوع نہیں وہ نفاق کا اظہار کرتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے ہمیں تم میں سے وہ شخص محبوب ہے جس کا نام اچھا ہے۔ جب ہم نام اچھا دیکھتے ہیں تو پھر وہ محبوب ہے جسکے اخلاق اچھے ہیں۔ اور جب ہم کسی کا امتحان کریں تو وہ محبوب ہے جو امانت میں دوسروں سے بڑھکر اور بات کا سچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے آدمی کی نماز و روزہ کو ہی نہ دیکھو اسکی عقل و دانش اور صدق و وفا کو بھی دیکھو۔

(ازالۃ الخفا جلد ۲ صـ ۱۹۴ تا صـ ۱۹۷)

اقوام متحدہ کی تنظیم

(تبدیلیوں کی ضرورت)

تیسری دنیا کے ممالک جوں جوں عالمی برادری میں آگے بڑھتے ہیں اور انکی اہمیت کو پذیرائی ملتی ہے ان میں یہ خیال مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جارہا ہے کہ اقوام متحدہ کی تنظیم میں تمام اراکین کے ایک جیسے حقوق ہونے چاہئیں۔ ہر ملک کو عالمی معاملات کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ ملیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر بن محمد نے اس سلسلے میں مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی تنظیم کی تشکیل نو ہونی چاہیئے انہوں نے مزید کہا کہ جہاں تک نئے عالمی نظام کا تعلق ہے یہ کسی ایک ملک کی ذمہ داری نہیں ہوسکتی ہر ملک کو اپنے حالات کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیئے۔ چاہے وہ ملک کتنا بھی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جانی چاہیئے کہ چونکہ کوئی ملک بہت طاقتور ہے اس لئے وہ عالمی نظام نو کے قیام کا حق رکھتا ہے۔ ڈاکٹر مہاتیر مختلف جنوبی ممالک کے تقریباً بیس صحافیوں سے جو ان کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ گفتگو کر رہے تھے۔ یہ صحافی ملیشیا کی حکومت کی دعوت پر ایک خاص پروگرام کے مطابق وہاں جاتے ہیں۔ صحافیوں کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر مہاتیر نے کہا کہ کمیونزم کی موت کے بعد اب سیکورٹی کونسل میں صرف پانچ آدمیوں کے کردار کو اہمیت دینا بے معنی بات ہوگئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل ان پانچ آدمیوں کی سیکورٹی کونسل میں خاص اہمیت ہو لیکن اب دنیا بدل گئی ہے۔ اب ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اقوام متحدہ کی تشکیل نو کی جائے اور سیکورٹی کونسل میں سب اراکین کی آواز سنائی دے اور وہ اپنے اپنے خیال سے عالمی برادری کو آگاہ کرسکیں۔

باقی صـ ۶ پر

Digtized by Khilafat Library Rabwah

صادقہ شمس

گذارہ نہیں ہوتا

آجکل کے دور میں جہاں اتنی ترقی ہو رہی ہے آسائشوں میں بے انتہا اضافہ ہو رہا ہے وہاں یہ مسئلہ بھی اپنی مکمل ترقی کے ساتھ بڑھ رہا ہے

"گذارہ نہیں ہوتا"

بڑے بڑے جاگیردار۔ مل مالک کارخانہ دار سے لے کر ایک موٹر مکینک غریب کاشتکار کا ایک ہی مسئلہ ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ ہے کہ گذارہ بڑی ہی مشکل سے ہوتا ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا۔ یہ فقرہ آجکل بہت عام ہو چکا ہے۔ آج جب بڑی بڑی پارٹیز میں بڑے بڑے لوگ شریک ہوتے ہیں سب ایک سے بڑھ کر ایک کروڑ پتی ہوتا ہے لیکن جب وہ آپس گفتگو کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ "آجکل گذارہ کیسے ہو رہا ہے"، تو آگے سے جواب ملتا ہے۔ بس بڑی مشکل سے ہو رہا ہے۔ اس پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ جب ایک کروڑ پتی شخص یہ کہے کہ گذارہ نہیں ہوتا تو بھلا ایک غریب آدمی کا گذارہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

اکثر میں نے فنکشنز میں دیکھا ہے کہ لوگ یا تو سیاست پر گفتگو کرتے ہیں سیاست کا میدان جیت لیں تو اب انہیں اور موضوع چاہیئے ہوتا ہے تو دوسرا بڑا موضوع ان کا یہی ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ اسی موضوع پر بحث ہوتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل یہ مسئلہ اتنا سنگین نہیں تھا جتنا کہ آج ہے۔ کیا وجہ ہے کہ لوگوں کا گزارہ مشکل ہو گیا ہے۔ کیا پہلے لوگوں کی ضروریات زندگی نہ تھیں۔

اس بڑھتے ہوئے مسلسلہ کو دیکھ کو ہر ایک میں تجسس پیدا ہو رہا ہے کہ یہ کیا مسئلہ ہے جس نے ہمارے معاشرے کے تمام لوگوں کو گھیر کر رکھا ہے۔ ہر ایک اس مسئلہ سے دوچار ہے اور اس کا حل تلاش کرنا چاہتا ہے اس بڑھتے ہوئے مسئلہ کے سلسلہ میں میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ اس کی سب سے بڑی وجہ مہنگائی ہے جس نے پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ آج کے دور میں تو مہنگائی نے سب کو پاگل بنا رکھا ہے اور [illegible]شیار کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی [illegible] ایک شریف انسان بازار میں اگر کسی چیز کی قیمت پوچھتا ہے تو قیمت سننے کے بعد اس کو ہوش نہیں رہتا کہ اس نے معمولی چیز کی قیمت پوچھی ہے یا جمبو جیٹ جہاز خریدے کی۔ اگر کسی چیز کو خریدنا بھی چاہو تو چیز خود پکار اٹھتی ہے پہلے اپنی POCKET مجھے دکھاؤ پھر مجھے چھونا۔ ۱۰۰۰ کے نوٹ کی قیمت آج کل پچاس روپے کے برابر ہے جتنی کہ پہلے زمانے میں تھے۔ یہ بھی معاشرہ کے لئے وبالِ جان بن گئی ہیں۔

معمولی بات ہے کہ روزمرہ کی سبزی شلاً کدو۔ ٹینڈے۔ بینگن جنہیں ہم کھانا پسند نہیں کرتے آج ان کی قیمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب بطور سلاد چکھنے پر مجبور ہیں۔ آجکل ہماری سوسائٹی میں دولت کو بہت اہمیت حاصل ہے جو چیز مہنگی ہے اس کی اتنی ہی قدر زیادہ ہے جیسے بھنڈیاں جب سے ۴۰ روپے کلو ہوئی ہیں۔ اب بڑے بڑے طبقہ میں خوشی سے اپنائی جاتی ہیں۔ اب یہ بھنڈیاں غریبوں کے گھروں کی بجائے ہمارے بڑے بڑے سیاست دانوں کے ٹیبل کی زینت بنی بیٹھی ہیں۔ اس کے بارے میں شعر ہے یہ لوگوں کے دلوں کی آواز ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب دل کو ٹھیس پہنچے تب شاعری اترتی ہے مہنگائی نے بھی عوام کے دل کا چین اڑایا ہے اس لئے کہتے ہیں۔

مہنگائی مہنگائی، دہائی ہے دہائی
تو کہاں ہے تجھے موت بھی نہ آئی
تجھے پکڑتے کیوں نہیں سپاہی
مہنگائی مہنگائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مہنگائی جوں جوں بڑھ رہی ہے لیکن مزدوروں اور غریبوں کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوتا اور غریبوں کے لئے یہ وبائی مرض بن کر رہ گیا ہے۔ یہ امیروں کی پیداوار ہے جس میں پستے غریب لوگ ہیں جس کا کوئی روک تھام کرنے والا نہیں۔ آج کا دور تیزی اور ترقی کا دور ہے لوگ آگے کی طرف دیکھتے ہیں پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتے اور قناعت کو چھوڑ چکے ہیں۔ پہلے بزرگ کہا کرتے تھے "چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ"، مگر اب پاؤں پھیلا کر چادر بچھائی جاتی ہے لوگوں نے جان بوجھ کر اپنی ضروریات بڑھا لی ہیں اور خود اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالا ہے۔ ان پر یہ مثل صحیح ثابت ہوتی ہے۔

"آ بیل مجھے مار" یعنی خود ضروریات بڑھا کر اب خود چیختے ہیں۔ اتنی آمدنی نہیں جتنے اخراجات بڑھا لئے ہیں۔ نقل کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے جتنے وہ برابری کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے سے ہمیشہ اوپر دیکھتے ہیں اور اسے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اپنے سے نیچے دیکھنے والے کا تو اب کوئی سوسائٹی میں مقام ہی نہیں جس کے باعث ان کا گزارہ بہت مشکل ہو گیا ہے۔ یہ بڑھتا ہوا رجحان ترقی کہلاتا ہے۔ مگر یہ زمانہ ترقی نہیں کر رہا بلکہ مشکلات ضرور پیدا کر رہا ہے۔

کچھ عرصہ قبل لوگوں کے لئے گزارہ بہت اچھا ہوتا تھا اور خوشحال زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے لئے ایسا کوئی مسئلہ نہ تھا جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ضروریات صرف روٹی۔ کپڑا اور مکان تھیں۔

لیکن آجکل کے انسان کی ضروریات میں سب سے پہلے عمدہ سی ۴، ۵ کنال کی کوٹھی۔ کار۔ ٹی وی۔ وڈیو۔ فریج۔ ٹیپ ریکارڈر۔ ائیر کنڈیشنر ہیں اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جس طرح ہوا، پانی۔ خوراک کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں اسی طرح ان چیزوں کے بغیر ان کا زندہ رہنا بھی ناممکن ہے آج کا دور بناوٹ دکھاوے کا دور ہے۔ لوگوں نے قناعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ لوگوں نے بناوٹ کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا ہے ہر کام صرف اور صرف دکھاوے کے لئے ہے اس میں ان کی اپنی کوئی خوشی یا خدا کی خوشنودی نہیں بلکہ اپنی سوسائٹی میں اپنی واہ۔ واہ کروانا ہوتا ہے اس بناوٹ نے اس پر بہت بوجھ ڈال دیا ہے۔

مہمان نوازی کو ہی لے لیجئے اس میں بناوٹ کے تعلقات پائے جاتے ہیں۔ پہلے مہمان کو باعث رحمت تصور کیا جاتا تھا لیکن اب مہمان باعث زحمت ہوتا ہے بظاہر تو مہمان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن اندر ہی اندر اُسے کوسا جاتا ہے۔ ایک مہمان کی آمد پر پورے گھر کا بجٹ خراب ہو جاتا ہے کئی کئی ڈشیں پکائی جاتی ہیں۔ ٹیبل کی ڈیکوریشن پر روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مہمان کی خلوص دل سے مہمان نوازی کیلئے نہیں کی جاتی بلکہ اس میں وہ اپنا سٹیٹس دکھاتے ہیں اور مہمان کے سامنے بڑا بنتے ہیں۔ اس بناوٹ نے پورے معاشرے کے لئے مسئلہ بنا دیا ہے۔

ایک مہمان پر ۵، ۵ ڈشیں بنائی جاتی ہیں لیکن قبل اس سے مہمان کو اسی لئے رحمت خیال کرتے تھے کہ ان پر بوجھ نہیں پڑتا تھا۔ گھر سے ہی سوجی اور گڑ کا حلوہ بنا دیا جاتا تھا۔ گھر کی مرغی سے کڑاہی تیار کر لی جاتی تھی اور ان کی مہمان نوازی پُر خلوص تھی۔ اب لوگوں نے اپنی ضروریات بڑھا لی ہیں۔ بناوٹ اور دکھاوا اور اپنی چادر سے بڑھ کر پاؤں پھیلانے کی وجہ سے ان کا گزارہ مشکل ہو گیا ہے۔

اگر ان تکلفات اور بناوٹ کو چھوڑ دیا جائے تو ایک اچھی اور خوشحال زندگی گذارنا کوئی مشکل نہیں۔ بناوٹ دکھاوے تکلفات نے ایسی ایسی رسومات کو جنم دیا ہے جن کی کوئی ضرورت اور اہمیت نہیں یہ ضروریات صرف امراء طبقہ نے جنم دی ہیں۔ اپنے فارغ وقت کے استعمال کے لئے انہیں جنم دیا ہے اور درمیانے طبقہ کے لوگ اسے اپناتے ہیں اپنی معاشی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں ایک نہایت ہی عجیب اور نیا اچھوتا انداز چلا ہے کہ اگر کوئی ایک سوٹ پہن کر پارٹی میں جاتا ہے تو دوسری پارٹی میں وہ سوٹ پہن کر جانا اپنی توہین خیال کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میری ایک رشتہ دار مجھے ملی۔ وہ نہایت پریشان نظر آ رہی تھی۔ وجہ معلوم کرنے سے معلوم ہوا کہ اسے ایک پارٹی پر جانا ہے اور ٹیلر نے ابھی کپڑے نہیں سیئے۔ اس پر میں نے کہا کہ کوئی اور کپڑے پہن جاؤ۔ اس پر کہنے لگی کہ نہیں لوگوں نے تو وہ کپڑے پہلے بھی دیکھے ہوئے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا تو محترمہ آپ بھی اس پارٹی میں نہ جائیں کیونکہ لوگوں نے تمہیں بھی دیکھا ہوا ہے۔ یہ ایک زائد بوجھ ہے جو لوگوں نے خواہ مخواہ اپنے اوپر مسلّط کر لیا ہے۔

آجکل خواتین میں کاسمیٹکس کا رجحان تو وبائی امراض کی طرح پھیل رہا ہے۔ انہیں کھانے کو ملے نہ ملے کاسمیٹیکس اور جیولری اور ڈریسز لازمی چیز ہے میری ایک عزیز دوست مجھے ملی۔ اس کی صحت کافی کمزور تھی اس کی صحت دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ جس طرح تم اپنے لباس جیولری کا دھیان رکھتی ہو اسی طرح اپنی خوراک اور صحت کا بھی خیال رکھا کرو اس پر اس نے فرمایا کہ کھایا ہوا تو کسی نے دیکھنا نہیں لیکن پہنا

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور اقبال سیفی ۔ ایم فل ـــ بچوں کا کالم

لائبریری کا استعمال

اس وقت میں انگلستان کی ایک لائبریری میں بیٹھا ہوں اصل میں یہ اُس یونیورسٹی کی لائبریری ہے جہاں مَیں نے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کی۔ اور اس دوران اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ چند روز پہلے ایک مضمون لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مضمون کا مواد اکٹھا کرتے کے لیے لائبریری کا رخ کیا۔ لیکن لائبریری میں بڑی تلاش کے بعد وہ کتابیں نہ مل سکیں جن کی ضرورت تھی۔ ایک لمحے کے لیے اس بات پر حیرانگی ہوئی کہ یہ کیا بات اتنی بڑی لائبریری اور یہاں پر یہ کتاب موجود نہیں اُس وقت تو یہ بات اچھی نہ لگی۔ شاید اس لئے کہ جس جوش سے لائبریری گیا تھا وہ بڑی جلدی ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن حقیقت میں یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک یونیورسٹی کی لائبریری میں دُنیا کے ہر کونے میں چھپنے والی کتاب موجود ہو۔ پاکستان کی کسی لائبریری میں کتاب موجود نہ ہو تو شائد آپ پبلشر کا پتہ کسی سے لے کر اُس سے منگوانے کی کوشش کریں لیکن ایسے ممالک میں جہاں پر تعلیمی معیار نسبتاً بلند ہو اور تحقیق بھی معیاری ہو۔ وہاں تو کتابیں یا رسالے خریدنے سے کام نہیں بن سکتا۔ مطلب یہ کہ آپ کو خاصی رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے یہاں برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں ایک ایسا نظام رائج ہے جسے INTER LIBRARY LOAN کہتے ہیں۔ اس نظام کے تحت یہاں پر تمام یونیورسٹی کی لائبریریوں اور CENTRAL LIBRARY کا آپس میں رابطہ ہے۔ کرنا آپ کو صرف یہ ہے کہ آپ لائبریری میں سے ایک فارم لے کر اُس پر کتاب کے متعلق جتنی بھی معلومات آپ کو میسر ہوں یعنی پبلشر کا نام، کتاب کا نام۔ چھپنے کا سن اور چھپنے کی جگہ لکھ دیں اور کاؤنٹر پر دے دیں۔ آپ کا کام یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اب اس کتاب یا مواد کو برطانیہ کی لائبریریوں میں تلاش کرنا متعلقہ افراد کا کام ہے۔ فارم پُر کرنا بھی ہو سکتا ہے آپ کے لئے مشکل ہو۔ ہو سکتا ہے آپ کو صرف مصنف کا نام ہی پتہ ہو۔ آپ کی آسانی کے لئے دُنیا کی ہر کتاب کی مکمل تفصیل کمپیوٹر میں ڈال دی جاتی ہے اور یہ کمپیوٹر آپ کسی وقت بھی خود استعمال کر کے لائبریری میں اُس کتاب کے متعلق تمام معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ لائبریرین ایک ہفتہ سے ۱۰ (دس) دن تک لیتا ہے یہ کتاب یا مواد تلاش کر کے منگوانے میں۔ اور جیسے ہی چیز لائبریری میں آتی ہے آپ کو آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں (اگر طالب علم ہے) اطلاع دیتا ہے۔ آپ وہ چیز جا کر وصول کر لیتے ہیں۔ ضمناً یہ بات بھی کہتا چلوں کہ ان تمام سہولتوں کے ساتھ ساتھ تمام عملے کا رویہ اتنا نرم اور اچھا ہوتا ہے کہ آپ بہت متاثر ہوتے ہیں۔ کم از کم میں تو بہت متاثر ہوا ہوں۔ وہ آپ کو پورا وقت دیتے ہیں اور جب تک آپ کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا وہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔

یہاں پر کسی صاحب سے مَیں نے ان کی (انگریزوں) کی اس خاصیت کا ذکر کیا تو وہ پاکستانی صاحب کہنے لگے اصل میں یہاں کا موسم ٹھنڈا ہے جس کی وجہ سے ان کا مزاج بھی ٹھنڈا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی حد تک یہ بات ٹھیک بھی ہو لیکن سب ایسے نہیں ہیں بہرحال تعلیم کے دوران خاص طور پر لائبریری کی تمام سہولتوں کا پوری طرح استعمال ہوتا رہا۔

RESEARCH کے دوران یہ محسوس ہوا کہ اگر لائبریری میں یہ تمام سہولتیں موجود نہ ہوتیں تو کبھی بھی کام آگے نہ چل سکتا اور کتابوں اور لٹریچر کے حصول میں کافی کافی عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا یہ ایک بڑی وجہ ہے کہ یہاں پر ریسرچ کی رفتار ہمارے ملک کی نسبت بہت تیز ہے یونیورسٹی میں اچھی لائبریری کا ہونا، اُس میں تمام ضروری سہولتوں کا میسر ہونا اور پھر اگر ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانے والے موجود ہوں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی محنتی دل لگا کر محنت نہ کرے اور اُس محنت کی بدولت ملک ترقی نہ کرے۔

علم کے حصول کے لئے لائبریری کا استعمال بہت ضروری ہے میرے نزدیک لائبریری کے استعمال کی عادت بچپن ہی سے پڑے تو زیادہ بہتر ہے۔ تھوڑا سا شوق ہو اور پھر گھر میں والدین راہنمائی کریں تو عادت پڑ جاتی ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ عادت پکی ہو جاتی ہے۔ مجھے تو عادت اسی طرح پڑی ہے خاص طور پر ابا جان اور امی جان کی وجہ سے عادت پکی ہوئی ہے اور اب اس چیز کا اتنا شوق ہے کہ پڑھ پڑھ کر اب تو یہ خیال بھی آتا ہے کہ کیوں نہ اخباروں یا رسالوں میں کچھ لکھا جائے اور دوسری چیز جس نے مجھے لکھنے پر مائل کیا ہے وہ ہے ابا جان کا قلم۔ ان کو اتنا کام کرتے ہوئے دیکھ کر فخر بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ خود بھی لکھنے کو دل چاہتا ہے۔ ہم نے تو شروع ہی سے اُن کو لکھائی پڑھائی کا کام کرتے دیکھا۔ مجھ میں جوش تو کئی مرتبہ پیدا ہوا لیکن پھر پتہ نہیں کیوں یہ کام یعنی لکھنے کا رہ جاتا ہے۔ لیکن اس مرتبہ مَیں نے سوچا کہ ان کی اُس نصیحت پر کہ "قلم چلتا ہی رہے تو بہتر ہے" پر عمل کیا جائے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اور خاص طور پر بچّوں کو پڑھنے کی عادت پڑے اور پھر لکھنے کی بھی۔ پیارے بچّو! آپ کے علم سے اور آپ کے قلم سے دُنیا کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے ـــ ہچکچائیں مت۔ کوشش کریں۔ میری بھی تو یہ آپ کے سامنے پہلی کوشش ہے۔

مضمون ختم کرنے سے پہلے میں آپ کو یعنی تمام بچّوں کو ایک بار پھر یاد کروا دوں کہ اصل میں مَیں نے لائبریری کے استعمال کی اہمیت سے بات شروع کی تھی۔ اُمید ہے آپ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے اللہ تعالیٰ ہمارے ارادوں کو مضبوط کرے اور ہمارے قلم میں طاقت دے۔

ترکی ضرب الامثال

ماہنامہ نگارِ پاکستان جس کے مدیر شہیر محترم ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب ہیں کے اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں مختلف ممالک کی ضرب الامثال شائع کی گئی ہیں۔ ہم ذیل میں ترکی ضرب الامثال درج کرتے ہیں۔ اُمید ہے ہمارے قارئین اس سے محظوظ ہونگے (ادارہ)

دوست وہ جانوں کی مانند ہیں جو ایک قالب میں ہو۔

انسان کی آنکھ صرف قبر کی مٹی سے بھری جاتی ہے۔

بوسیدہ رسی کے ساتھ کوئیں میں مت اترو۔

چھوٹوں کے بستر پر علم نہیں سیکھا جاتا۔

دروغ گو کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر باور نہیں کرتا۔

دھوئیں سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو آگ میں نہ پھینکدو۔

درخت ایک ہی صدمہ سے گر نہیں پڑتا۔

ہم قدم بقدم سیڑھی پر چڑھتے ہیں۔

گرمجوشی اور صبر سے چوہا ایک لکڑی کے تختہ میں چھید کر لیتا۔

جو ایسے دوست کی تلاش کرتا ہے۔ کہ جسمیں کوئی عیب نہ ہو۔ وہ عمر بھر بلا کسی دوست کے رہتا ہے۔

بیوقوف کے سامنے کہانیاں نہ کہو۔ شاید وہ تم سے ہی منسوب کرے۔

شہد کی مکھیوں کے قریب مت جاؤ جب تک اپنا سر ڈھانپ نہ لو۔

چمنی (آتشدان کی دودکش) کو سوائے اندر کی جانب سے آگ اور کسی طرف سے نہیں لگتی۔

اگر تم بھیڑیئے سے رفاقت بنانا چاہتے ہو تو کتے کو بھی قریب ہی رکھو۔

دل ایک بچہ ہے جو دیکھتا ہے وہی مانگتا ہے۔

دو ہاتھ اکیلے سر کی خدمت کے لئے بنائے گئے ہیں۔

موت ایک سیاہ رنگ کا اونٹ ہے جو ہر شخص کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔

زبان تلوار کی نسبت زیادہ کشت و خون کرتی ہے

ایک لدا ہوا گدھا نہیں بولتا۔

زبان میں کوئی ہڈی نہیں مگر اس پر بھی یہ کچل دیتی ہے۔

جو اپنی زبان کو اپنے اختیار میں رکھتا ہے۔ اپنا سر بچا لیتا ہے۔

سر کو بچا لینے کے لئے ہم داڑھی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔

مرے ہوؤں کو مت روؤ بلکہ بیوقوفوں پر گریہ کرو۔

ہر ایک بلندی کے ساتھ پستی لگی ہوئی ہے۔

دس آدمیوں کے درمیان نو عورتیں ہوتی ہیں۔

رات شریروں کے لئے دن ہے۔

صرف ایک بیوقوف ہی ایک گڑھے میں دو مرتبہ گرتا ہے۔

ایک بڑے دریا میں شور نہیں پیدا ہوتا۔

دریا بمنزلہ ایک چکّی کے ہے۔ کبھی یہ آٹا پیستی ہے اور ایک دن یہ ہم کو بھی پیس ڈالتی ہے

جس گھر میں مرغے زیادہ ہوں اس میں دن دیر سے چڑھتا ہے۔

ہماری زندگی ہی موت کی دلیل ہے۔

صرف رونیوالے بچہ کو دودھ ملتا ہے۔

سوتے ہوئے سانپ پر پاؤں مت رکھو

لعنتیں بھی مرغیوں کی طرح رات کا بسیرا کرنے کو گھر میں لوٹ آتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم محمد شریف صاحب خالد ربوہ سے لکھتے ہیں:

تم مسائل کو دفن کرتے ہو
میں مسائل کا ڈھونڈتا ہوں حل

میرے اوقات اک اکائی ہیں
آج ہے ان میں کوئی اور نہ کل
(جناب نسیم سیفی الفضل ۴ مئی ۹۲ء)

تحسین سخن ناشناس سے اگر صرف نظر کیا جائے تو کچھ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ نسیم سیفی صاحب کی دس شعری نظم نما غزل یا غزل نما نظم اتنی مربوط۔ جاندار اور آبشاری روانی اور نغمگی لئے ہوئے ہے کہ اس میں سے دو اشعار نکالنا ایسا ہی ہے جیسے زنجیر کی دو کڑیاں نکال لی جائیں تو حلقہ (جو کہ ایک ہی کڑی نکالنے سے ٹوٹ جاتا ہے) ختم ہو جاتا ہے۔ اور زنجیر بے ترتیب ہو جاتی ہے۔ لیکن میں نے اپنی پسند کو مقدم کرتے ہوئے ان اشعار کے محاسن اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اگر انہیں نظم سے الگ نہ کیا جاتا تو جو تاثر اب یہ الگ حیثیت میں دیں گے وہ مربوط نظم میں اجاگر نہیں ہو سکتا تھا۔

تجزیہ نگاری دو دھاری تلوار ہے۔ اسکی کاٹ دو طرفہ ہے۔ حق میں بھی اور خلاف بھی۔ گلاب کے پھول سے مسرت حاصل کرتے ہوئے اگر ہم اسکی ماہیت معلوم کرنے کی خاطر اسکی پتیاں الگ کر دیں۔ پھول کو مسل دیں۔ نہ خوبصورتی رہے گی۔ نہ خوشبو۔ اسی لئے کہا گیا ہے WE MURDER TO DISSECT کہ تجزیہ کا سمندر بے لگام خوبصورت اور خوشبودار پھول کو مسل ہی نہیں بلکہ کچل دیتا ہے تنقید کی سب کیفیات کیلئے انگریزی زبان میں ایک لفظ ہے۔ APPRECIATION۔ تو میں نے اسی لفظ کی چھتری کے تحت اوپر والے دونوں اشعار منتخب کئے ہیں۔ دونوں اشعار سہل ممتنع ہیں سادہ الفاظ میں مشکل موضوع ادا کیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو ہماری زندگی میں خون کی طرح رواں دواں ہے مسائل دفن کرنے سے حل نہیں ہوتے۔ ان کا سامنا کرنا ہی ان کا حل ہے اور یہی ہماری تخلیق کا مقصد بھی۔ مسائل کا انبار لگ جائے تو انسان حوصلہ ہار جاتا ہے۔ اور مسائل کا سامنا کرنے سے فرار کی راہ اپنانا پڑتی ہے۔ جو کہ کم ہمتی کی علامت ہے۔ مسائل کا حل مسائل میں ہی موجود ہوتا ہے۔ دوسرے شعر میں TIMELESSNESS کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اوقات کو ایک اکائی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جسطرح کہ دجلہ اور قطرہ۔ کائنات اور ذرہ۔ ذرہ کو پھیلائیں تو کائنات کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ قطرہ کو پھیلائیں تو ندی۔ سمندر وغیرہ کا تصور نمایاں ہو جاتا ہے۔ کائنات میں کروی اور دوری شکلیں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔ بلکہ کائنات قائم ہی کروی اور دوری اجسام کے توازن سے ہے۔ جس خط کو ہم خط مستقیم سمجھتے ہیں وہ بھی منحنی خطوط کا مجموعہ ہوتا ہے اور کئی قوسیں مل کر اسے یہ شکل دیتی ہیں۔ زمان و مکان کا تعلق ایک چکر کی صورت میں چل رہا ہے۔ اس چھوٹی سی سطح ارضی پر سہولت کے لئے ہم سورج اور چاند سے طلوعوں کا سہارا لیتے ہیں۔ قطبین پر یہ دن رات کا چکر ۶ ماہ کے دن اور ۶ ماہ کی رات میں بدل جاتا ہے۔ اور زمین کو کچھ عرصہ کیلئے الوداع کہتے ہوئے خلاء میں تیریں تو نہ رات ہے نہ دن بلکہ بے وزنی کے ساتھ بے وقتی کی کیفیت بھی ابھرتی ہے۔ تو شعر میں اسی کیفیت کو ایک سادہ سے رنگ میں اجاگر کیا گیا ہے۔ کہ زندگی کے تسلسل کیلئے آج اور کل کا تصور ثانوی حیثیت اختیار کر سکتا ہے۔ اگر ہم اپنے اوقات کا صحیح استعمال کریں تو وقت ایک ہی اکائی بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ساری عمر خواہ وہ سو سال ہی کیوں نہ ہو ایک اکائی کی حیثیت رکھتی ہے اور وقت سمٹتا۔ سکڑتا

کچھ وقت یا وقت کا کچھ حصہ

بن جاتا ہے۔ ان سطور کو جناب نسیم سیفی صاحب کے ہی دو اشعار پر ختم کرتا ہوں جو اسی قبیل کے ہیں۔ اگرچہ ان کا رنگ و بو اور مضمون جدا ہے۔

؎ چھوڑیئے منزلوں کے افسانے سنگِ خارا و خار سے ملئے
ہر خرابے میں اک خزانہ ہے دھول میں شہسوار سے ملئے

الفضل مورخہ ۱۸ مئی ۹۲ء

بقیہ: ص۳ سے آگے

ملیشیا کے وزیر اعظم نے اس بات پر بھی تنقید کی کہ ورلڈ بنک کا انتظام امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ ورلڈ بنک امریکہ کی آواز ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ورلڈ بنک اگر واقعی عالمی بنک ہے تو ہر ملک کو اس کے انتظام میں حصہ ملنا چاہیئے انہوں نے اس بات پر بھی اعتراض کیا کہ مغربی ممالک اپنی قسم کی جمہوریت کو دوسرے ممالک پر ٹھونسنا چاہتے ہیں ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں بالکل ویسے ہی جیسے کیمونزم کی موت سے پہلے اس کی مخالفت بھی کرتے تھے۔

عنوان سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی خدام
"امامت کی اہمیت، عظمت و برکات"
آخری تاریخ — ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء
(مہتمم تعلیم)

حمید احمد کلیم

سب کیلئے

آج مورخہ ۲۱ اپریل کے الفضل میں آپ کا شائع فرمودہ کالم سب کے لئے پڑھا جو کہ بہت مفید اور دلچسپ تھا۔ اسی کالم کے لئے چند سطور لکھ رہا ہوں۔ اگر پسند فرماویں تو شائع فرماویں۔

اگر شہد کی بڑی مکھیوں سے کبھی اچانک واسطہ پڑ جائے تو بالکل ہلنا نہیں چاہیئے اور نہ ہی ہاتھ اور پاؤں ہلا کر ان کو ہٹانا چاہیئے۔ اسی جگہ پر بالکل ساکن ہو جانا چاہیئے یا فوراً نیچے بیٹھ جانا چاہیئے مکھی ہرگز نہیں کاٹے گی۔

اگر کسی غلطی کی وجہ سے چند مکھیاں کاٹ جائیں تو مکھیاں الگ ہو جانے کے فوراً بعد انگلیوں سے دبا کر ان کا ڈنگ نکال دینا چاہیئے اور بعد میں اس جگہ پر ڈیٹول یا لسٹرین وغیرہ کوئی بھی اینٹی سیپٹک دوا روئی یا کپڑے میں ڈبو کر لگا دینی چاہیئے تاکہ درد اور سوجن نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ کسی کو زیادہ مکھیاں کاٹ جائیں تو جلد از جلد ڈاکٹر سے مل کر ٹیکہ لگوا لینا چاہیئے۔

اگر کبھی چلتے چلتے اچانک آنکھ میں مچھر یا کیڑا وغیرہ پڑ جائے تو اس آنکھ کو بالکل نہیں ملنا چاہیئے۔ پہلے فوراً تین قدم پیچھے کی طرف الٹے رُخ چلیں اگر مچھر یا کیڑا آنکھ سے باہر نہ نکلے تو کسی صاف کپڑے یا رومال کی نوک آنکھ کھول کر نکالنے کی کوشش کریں۔ بعد میں چلو میں پانی لے کر اس میں آنکھ کھولیں امید ہے کہ بالکل صاف ہو جائے گی اگر درد وغیرہ دور نہ ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں

اگر آپ نے زیادہ دیر پیدل چلنا ہو تو بالکل نئے جوتے پہن کر نہ چلیں اگر ضروری ہو تو جراب ضرور پہنیں جو پھٹی ہوئی نہ ہوں۔ اگر جراب دھو کر اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ایک دفعہ پھر صابن لگا کر سکھائی جائیں تو پاؤں چھالے پڑنے سے محفوظ رہتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ انسان کی نیکیاں کیا۔ ان کی حیثیت کیا۔ خدا تعالیٰ اگر انسان کی نیکیوں کے مقابل پر اس کی بد اعمالیوں پر حساب کرے تو کسی کے پلے کوئی نیکی باقی نہ رہے۔
(حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

یاد رفتگان — سلمیٰ حامد

محترم چوہدری منور احمد صاحب

میرے پیارے اباجی چوہدری منور احمد صاحب ۱۴ جولائی ۱۹۹۱ء کو ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میرے والد بہت نیک غریب پرور اور سادہ صابر انسان تھے۔ آپ نہایت مخلص احمدی اور سلسلہ کے شیدائی تھے۔ چندہ جات، صدقہ و خیرات میں دریا دل تھے۔ وفات سے دو دن پہلے اپنے تمام بقایا جات ادا کر دیئے۔

ہم پانچ بھائی اور چار بہنیں ہیں ہماری تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتے انکی زمینیں رحیم یار خاں کے پاس تھیں وہاں تعلیم کے لئے خاص طور پر لڑکیوں کے لئے کوئی معقول سکول نہ تھے اس لئے پہلے ہمیں والدہ صاحبہ کے ساتھ ربوہ چھوڑ گئے بعد میں خود بھی زمینیں بیچ کر آگئے اور ربوہ کے نواح میں زمینیں لیں اس وقت کافی دیر تک مالی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر کبھی پریشانی ظاہر نہ کی۔ بے حد صابر اور شکر گذار انسان تھے اپنے خدا پر توکل رکھتے اسی سے دعا مانگتے۔ چھ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے والد صاحب بھی ان کے بچپن میں وفات پا گئے۔ اکیلے ہی سب کے حقوق بہت احسن رنگ میں ادا کئے۔ اپنی والدہ سے والہانہ محبت کرتے ہوئے انکی خدمت کرتے۔ تمام عزیز و اقارب کا خاص خیال رکھتے۔ مہمانوں کا بے حد خیال رکھتے ہر ایک کی بہت خاطر مدارت کرتے۔

اپنے بچوں کی تمام ضروریات احسن رنگ میں پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ ہماری خواہشات کا بہت خیال رکھتے۔ بیٹوں کی نسبت بیٹیوں سے بہت زیادہ پیار کرتے۔ بیٹوں کو ناراض ہو لیتے مگر بیٹیوں کو بہت ناز نخروں سے پالا۔ جب ہم بیاہی گئیں تو گھر آتیں تو بے حد خوش ہوتے خاطر و مدارت میں کسر نہ چھوڑتے۔ ہمارے بچوں کو دیکھ کر نہال ہو جاتے ان کے بھی خوب عیش کرواتے۔ جب ہم بچے تھے تو اکثر رات کو ایک کو اپنے دائیں دوسرے کو بائیں اور تیسرے کو اپنے پیٹ پر لٹا لیتے اور سبق آموز کہانیاں سناتے ہم سنتے سنتے سو جاتے تو خود آہستہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھ کر دوسرے بستر پر چلے جاتے تاکہ ہماری نیند خراب نہ ہو۔ پھر ہمارے بچوں سے بھی یہی طریق اختیار کیا۔ ہمارے بچے بھی اباجی کے عاشق تھے۔ ہماری سہیلیاں گھر آتیں تو ان کو "گڈی گڈی" کہہ کر بلاتے بے حد پیار و شفقت سے پیش آتے۔

میری بڑی پھوپھی جان کی آٹھ بیٹیاں تھیں ان کے ساتھ بھی والہانہ پیار کرتے وہ گاؤں میں رہتے تھے۔ انکو بھی ربوہ اپنے پاس رکھ کر تعلیم دلوائی اور کبھی ان کو والدین کی یاد نہ آنے دی۔ ہر کس و ناکس سے اپنا ہو یا پرایا سب سے محبت سے پیش آتے۔ زمین پر جو مزارع یا نوکر ہوتے انکا بہت خیال رکھتے ان کی شادیوں پر مالی مدد کرتے۔ کسی وقت کوئی آجاتا کہ چوہدری جی مجھے اس چیز کی ضرورت ہے اسی وقت پوری کرنے کی کوشش کرتے اسی طرح میری بھابیوں کے ساتھ بھی بے حد محبت رکھتے۔ انکی خوشیوں کا خاص خیال رکھتے۔ انکے والدین کی بے حد عزت کرتے۔ وہ بھی میرے والد صاحب کے ساتھ عقیدت رکھتے۔

اپنے دامادوں کی بے حد عزت کرتے خاص کر میرے میاں سے کیونکہ وہ وقف زندگی ہیں میرا رشتہ ہوا تو بہت خوش ہوئے جیسے پتہ نہیں کیا مل گیا۔ جب بھی میرے میاں گھر آتے تو انکو "صاحب صاحب" کرتے ان کے آگے پیچھے پھرتے۔

اپنا کام خود کرتے۔ جب بیماری نے ان پر حملہ کیا تو ان کے ہاتھ اور بازوؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس وقت بھی کوشش کرتے کہ خود ہی اپنا کام کرلوں۔ کھانا کھانا مشکل ہوتا مگر انگلیوں میں چمچ یا کانٹا پھنسا کر خود ہی کھاتے۔ کسی پر بوجھ بننا بے حد مشکل لگتا۔ آخر باقی جسم پر بیماری اثر انداز ہوئی پھر بھی ہمت نہ ہاری۔

پچھلے سال ۱۹۹۱ء دسمبر میں چھٹیوں میں ہم برگ ان کے پاس گئی جب واپس میں آنے لگی تو بستر سے اٹھنے لگے تو اٹھا نہ جائے میں نے کہا بھی کہ آپ بیٹھے رہیں مگر کوشش سے اٹھے اور دروازے تک مجھے الوداع کرنے آئے میرے بھائی کام پر چلے گئے اس وقت مجھے الوداع کرنے گھر نہ آسکے تو بہت ناراض ہوئے کہ ملنے نہیں آیا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بہت خیال رکھتے۔ ان کی کس کس بات کو یاد کریں انکا تو پیار ہی بحر بے کنار تھا۔ ہم نے تو کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا کہ وہ ہم سے اتنی جلدی جدا ہو جائیں گے۔ جس سال لندن جلسہ پر آتے میرے پاس ہالینڈ ضرور آتے۔ یہ مشن اور جگہ ان کو بہت پسند تھی۔

بیماری میں میری بھابیوں اور بھائیوں نے ان کی بہت خدمت کی اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا کرے اور اپنے فضلوں کا ان کو وارث بنائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جنت میں درجات بلند کرے۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

ہوا تو سب دیکھیں گے۔

فضول خرچی نے گذارہ کرنا واقعی مشکل کر دیا ہے۔ فضول خرچی واقعی حد سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ آج کے دور میں جس طرح گھر میں کچن کے بغیر گذارہ نہیں اسی طرح بیوٹی پارلر کے بغیر گذارہ نہیں۔ آجکل خواتین ہزاروں روپے بیوٹی پارلر میں فضول ضائع کر دیتی ہیں اور صرف معمولی کارٹون بننے پر ہزاروں روپے خرچ کرتی ہیں۔ قیمتی قسم کے شیمپو۔ پرفیوم ان کے لئے لازمی ہو گیا ہے۔ خواہ وہ ان کی جلد اور بالوں کے لئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہوں اور ان کو گنجا ہی کیوں نہ کر دے۔

آجکل دلہنوں کے میک اپ اور مہندی پر ہی کئی ہزار روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور دلہن پارلر کے بغیر تیار ہونا اپنی توہین تصور کرتی ہے۔ دلہن کے عروسی جوڑے ۲۵ ہزار سے زیادہ رقم میں آجکل تیار ہو رہے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ رسم ختم ہونے کی بجائے اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور لوگ اس آگ میں خود ہی کود رہے ہیں اس قسم کی فضول خرچیوں نے اس جملہ کو جنم دیا ہے کہ "گزارہ نہیں ہوتا"

یہ فقرہ زیادہ تر شہروں میں اور ان لوگوں میں زیادہ عام ہے جو لوگ دکھاوے کا شکار ہیں۔ جنہوں نے اپنی ضروریات کو خود بڑھا لیا ہے اور قناعت کو چھوڑ دیا ہے۔ آج بھی میں نے خود دیکھا ہے۔ ہمارے دیہاتی۔ ایک خوشحال اور پُرسکون زندگی گذار رہے ہیں کیونکہ وہ لوگ ان چیزوں کا شکار نہیں ہوئے ہیں۔ مجھے بڑا عجیب سا محسوس ہوا کہ ایک کروڑ پتی انسان کے مقابلے میں ایک معمولی انسان کا کہنا ہے اس کا گزارہ بہت اچھا ہو رہا ہے واقعی اس کا گذارہ ہو رہا ہے۔

کیونکہ سخت گرمیوں میں درخت کی چھاؤں اور ہوا اس کے لئے A.C کا کام کرتی ہے۔ اور مٹکے کا ٹھنڈا پانی فریج کا کام کرتا ہے۔ اس کے ہرے بھرے کھیت پارکوں کا کام کرتے ہیں۔ سینما اور وی سی آر کی جگہ وہ میلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے کھیتوں کی گندم سے روٹی کھاتے ہیں۔ اور اپنی ہی اگائی ہوئی سبزیوں سے پیٹ بھر لیتے ہیں اور شام کو خدا کی ٹھنڈی ہواؤں میں سو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کا گذارہ ہوتا ہے۔ ان کی خواتین کو نہ تو پارلر کی ضرورت ہے اور نہ ہی بالوں کی خوبصورتی اور رنگ گورا کرنے کیلئے کسی شیمپو یا فیئر اینڈ لولی کی ضرورت ہے وہ نیم کے پتوں سے سر دھو کر اور ہاتھوں اور منہ پر اپنے گھر کا مکھن لگا کر ہی زیادہ حسین ہیں

ان کی خوشحالی کی وجہ یہ ہے وہ قناعت پسند لوگ ہیں انہوں نے اپنے لئے کسی بھی جھوٹے سٹیٹس کو نہیں بنایا بلکہ ایک سادہ اور خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف شہروں کا یہ مسئلہ روز بروز بڑھ رہا ہے اور وہ لوگ اس کے خود ذمہ دار ہیں وہ دکھاوے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ اب ان کے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ لوگ چیزوں کا بوجھ اس لئے اٹھائے پھر رہے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے کیا یہ کہ فلاں کے پاس یہ چیز ہے تو میرے پاس کیوں نہیں معمولی بات ہے آجکل ہمارے ہاں ڈش انٹینا کا رواج بہت عام ہو رہا ہے لوگ اس پر دھڑا دھڑ ہزاروں روپے محض دکھاوے کے لئے خرچ رہے ہیں۔ خواہ اس کے پروگرام کی سمجھ آئے یا نہ آئے اور اس لئے کہ لوگوں پر یہ رعب ہو کہ یہ لوگ انگریزی پروگرام دیکھ رہے ہیں۔ پس اس دکھاوے۔ فضول خرچی خوب سے خوب تر کی تلاش۔ اور چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کے باعث آج واقعی گذارہ کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے

اگر فضول خرچی۔ دکھاوے اور جھوٹی انا اور سٹیٹس کو آج کا معاشرہ چھوڑ دے اور سادگی کو اپنا لے تو یہ مسئلہ خود بخود ہی ختم ہو جائے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلے۔ فضول خرچی کو چھوڑ دے اور میانہ روی کو اپنا لے تو وہ زندگی میں کبھی بھی مشکلات سے دوچار نہ ہو اور یہ مسئلہ کہ "گزارہ نہیں ہوتا" ختم ہو جائے

بقیہ: ص۱ سے آگے

ختم کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کے افرادِ خاندان پر سکینت نازل کرے اور

"ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری
ہر لمحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر"

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۴۹ میں ذکیہ رفیق بنت مرزا محمد رفیق صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن راوی لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۹-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیور ۲ تولہ مالیتی -/۷۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ ذکیہ رفیق

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ پشاور اور جام شورو (سندھ) میں بموں کے دھماکوں سے ۴ افراد ہلاک ہو گئے پشاور میں محکمہ تعلیم کے دفتر میں ہونے والے دھماکے سے اسسٹنٹ سب ڈویژنل آفیسر اور انکا نائب قاصد ہلاک اور ۳ افراد زخمی ہو گئے۔ جام شورو سندھ میں دس اور بارہ سال کی عمر کے دو بچے بم سے کھیل رہے تھے کہ بم پھٹ گیا۔

○ گلگت میں قتل و غارت گری کے بعد کرفیو لگا دیا گیا۔ ایک درجن سے زائد افراد ہلاک ہو گئے۔ فساد کے دوران تخریب کار بھی حرکت میں آ گئے۔ اور ۵ افراد کو گولی مار دی۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے ایک انجمن کے صدر اور سوا دس بجے مخالف تحریک کے لیڈر کو قتل کر دیا گیا۔ جس سے لوگ بازاروں میں نکل آئے اور اندھا دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ شہر میں فوج طلب کر لی گئی۔

○ بھارت کے ساتھ ملنے والی سکھر کی سرحد پر دو ماہ کے لئے ۲۴ گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ دن کے وقت کرفیو پانچ کلومیٹر کے علاقے میں جبکہ رات کو ۲۵ کلومیٹر کے علاقے میں نافذ ہو گا۔ مقامی آبادی کو گھروں میں رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

○ افغانستان کے صدر نے حکمت یار مسعود سمجھوتہ مسترد کر دیا ہے افغانستان کے صدر نے کابل سے سرکاری فوجیں ہٹانے کا مطالبہ بھی مسترد کر دیا ہے۔

○ سوتی دھاگے پر ایکسائز ڈیوٹی کے مکمل خاتمے کے بعد پاور لومز مالکان نے ہڑتال ختم کر دی ہے اور دو ہزار پاور لومز مالکان کو رہا کر دیا گیا ہے۔ یہ مالکان مختلف شہروں سے لانگ مارچ کے لئے اسلام آباد جا رہے تھے۔

○ بوسنیا ہرزیگووینیا میں جنگ بندی ہو گئی ہے۔ سرو اور بوسنیا کے حریف گروپوں نے اقوام متحدہ کے افسران کے ساتھ مل کر عارضی جنگ بندی پر اتفاق کیا ہے۔ اس سے قبل سربیا اور مانٹی نیگرو نے اقوام متحدہ کی پابندیوں کے باوجود کروشیا کے ایک ساحلی شہر پر حملہ کیا۔ حملے کے وقت شہر میں اقوام متحدہ اور یورپی امن مشن کے نمائندے بھی موجود تھے کروشیا کی افواج نے جوابی فائرنگ کی جسے سے جاری گولہ باری میں ۴۲ افراد زخمی ہوئے جن میں سے ۸ تشویشناک طور پر زخمی ہیں۔

○ سربیا کے صدر نے اپنے ملک پر عائد ہونے والی پابندیوں کو غیر منصفانہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے پارلیمنٹ کے انتخابات میں ووٹ ڈالنے کے بعد کہا کہ انہوں نے صدر بش اور صدر یلسن کو خطوط روانہ کئے ہیں۔ مسلمانوں نے پارلیمنٹ کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا اور اپنا حق رائے دہی استعمال نہیں کیا۔

○ ۵۰ ہزار افراد نے بلغراد کی سڑکوں پر مارچ کیا اور بوسنیا میں ہلاک ہونے والوں کے سوگ میں بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں۔ اس مظاہرے کا انعقاد حزب مخالف کے رہنماؤں نے کیا انہوں نے بوسنیا میں جنگ بند کرنے کی اپیل کی۔

○ کابل میں سعودی سفارتخانہ ایک ماہ کے دوران چھٹی مرتبہ لوٹ لیا گیا۔ اس بار محافظوں نے کوئی مزاحمت نہیں حملہ آور گدے اور کمبل تک ساتھ لے گئے۔

○ وزیر اعظم نے گذشتہ روز پریس کے خلاف عوامی محاسبے کی جو بات کی تھی اس پر آج انہوں نے قومی اسمبلی میں اخبار نویسوں سے نصف گھنٹہ تک آف دی ریکارڈ گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک درد مند پاکستانی کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں اس موقعہ پر بعض اخبار نویسوں نے انہیں اپنی تجاویز بھی پیش کیں۔

○ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ کوآپریٹوز کے ۵۰ ہزار تک رقم کے کھاتہ داروں کو رقوم عید سے قبل ادا کر دی جائیں گی۔

○ کوئٹہ میں ریلوے ورکرز یونین نے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کرتے ہوئے پٹڑی پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور پتھراؤ کر کے ۶ پولیس والوں کو زخمی کر دیا۔

○ سیہون شریف سے حیدر آباد جانے والی بس کے ۳۰ مسافر اغوا کر لئے گئے۔ حیدر آباد پولیس نے خبر کی تصدیق سے انکار کر دیا ہے

○ بنگلہ دیش میں شدید طوفان باد و باراں سے ۹ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ ہریانہ میں سکھوں اور پولیس کے مقابلے میں ۴ پولیس والے اور دو سکھ ہلاک ہو گئے۔

○ ایران میں اسلحہ کے انبار پر مغربی ممالک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

○ ایم کیو ایم کے اراکین نے قومی اسمبلی سے واک آؤٹ کیا۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں فوجی ایکشن ایم کیو ایم کو تباہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اتوار کو کراچی میں ایم کیو ایم کے سٹوڈنٹس ونگ کے جائنٹ سیکرٹری کو پاکستان آرمی نے کالج کے اندر جا کر گرفتار کر لیا۔ واک آؤٹ اس گرفتاری کے خلاف بطور احتجاج کیا گیا۔

○ واپڈا کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل زاہد علی اکبر نے خوشخبری سنائی ہے کہ اس سال نہ تو لوڈ شیڈنگ ہو گی اور نہ بجلی کے نرخ بڑھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ صرف جنوری میں چند دن نہروں کی بندش کے باعث لوڈ شیڈنگ ہوا کرے گی۔

○ قومی اسمبلی نے وفاقی بجٹ کی منظوری دے دی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم ممتاز حسین راٹھور نے اعلان کیا ہے کہ ۲۴ اکتوبر کو ۵ لاکھ کشمیری کنٹرول لائن عبور کریں گے۔

ضروری اطلاع

عید ـــــ کی وجہ سے اسلام آباد دواخانہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ نئی تاریخیں ۱۰-۹-۸ ہیں۔ جو کہ صرف جون کے مہینہ کے لئے ہیں۔ اس کے بعد پھر پہلے والی تاریخیں ہوا کریں گی۔

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی نمبر ۱۱ سیکٹر ۱/۹-۱ اسلام آباد

خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے غیر ملکی زبانیں سکھانے کا اہتمام

"مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے زیر اہتمام ایک LANGUAGE کلاس جو کہ اپریل میں شروع ہونا تھی وہ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ملتوی کر دی گئی تھی۔ اب یہ کلاس ۲ جون ۱۹۹۲ء بروز منگل سے شروع ہو رہی ہے۔ جن خدام نے داخلہ فارم حاصل کر لئے ہیں۔ فوری طور پر مکمل کر کے دفتر مقامی میں پہنچا دیں۔ نئے فارم بھی دفتر مقامی سے روزانہ شام ۷½ تا ۸½ تک مل سکتے ہیں۔ کلاس میں درج ذیل زبانوں کی تدریس ہو گی۔

(i)۔ انگلش (ii)۔ عربی (iii)۔ رشین (iv)۔ سپینش"

(ناظم امور طلباء مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ)

بقیہ: ص ۷ سے آگے

بنت محمد رفیق صاحب 8 A انیو شالیمار ٹاؤن گلشن راوی لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ رانا محمد خان ولد منشی خان گلشن راوی لاہور۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مرزا احمد رفیق وصیت نمبر ۱۸۵۸۱ والد موصیہ۔

بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کیلئے

النصرت چلڈرن کلینک

ریلوے روڈ۔ ربوہ

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

یونیورسل ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** (رجسٹرڈ) ربوہ فون: ۶۰۶ / ۷۷۱